188833

٩٢٣١٩٧
باجن - ع

UNIVERSAL LIBRARY

OU_188833

UNIVERSAL LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۲۲؍۹۶ Accession No. ۳۸۳

Author غلام رسول ہاجرہ - ع

Title حضرت ہاجرہ

This book should be returned on or before the date last marked below.

سلسلہ تالیفات وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر

نمبر ۶۳

حضرت ہاجرہ

اس رسالہ میں نہایت محققانہ طور پر ثابت کیا گیا ہے
کہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام لونڈی نہ تھیں

از

مولانا عنائت رسول صاحب چڑیا کوٹی و نواب اعظم یار جنگ مولوی
چراغ علی صاحب مرحوم

۱۳۲۹ھ
۱۹۱۱ء
مطبوعہ روز بازار سٹیم پریس امرتسر
باہتمام شیخ عبدالعزیز پرنٹر

تعداد جلد ۱۰۰۰
قیمت فی جلد ۲ ر

Checked
۲۸۲

مختصر فہرست کتب

جو کیمل ٹریڈنگ کمپنی لیمیٹیڈ امرتسر سے مل سکتی ہیں اور ہندوستان کے بہترین دل و دماغ کے نتائج ہیں

922547

نام کتاب	تعداد صفحات	نام مصنف	قیمت
تقلید عمل بالحدیث	۱۳۰	نواب محسن الملک مرحوم	۸ر
اسلام کی دنیوی برکتیں	۱۳۲	مولوی چراغ علی مرحوم	۸ر
سوانح مولوی روم	۲۰۰	مولانا شبلی نعمانی	عہ
حیات خسرو	۱۷۸	منشی محمد سعید احمد مارہروی	۱۲ر
الدین یسر	۳۶	شمس العلماء مولانا الطاف حسین حالی	۳ر
مسلمانوں کی تہذیب	۵۰	نواب محسن الملک مرحوم	۴ر
اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر	۱۳۸	شبلی نعمانی	۸ر
مسلمانوں کی ترقی و تنزل کے اسباب	۱۲۴	نواب محسن الملک مرحوم	۸ر
تفسیر السموات	۱۱۶	سرسید مرحوم	۸ر
ہندو رانیاں	۱۱۶	+	۸ر
الاسلام	۱۶۴	مولوی فتح محمد خاں	۸ر
صناعۃ العرب	۵۲	مولانا عبداللہ العمادی	۳ر

Checked 1976

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت ہاجرہ

ام سیدنا وابینا اسمٰعیل علیہما السلام

سوال

از سرسید علیہ الرحمہ

حضرت ہاجرہ ام اسمٰعیل علیہما السلام کون تھیں اور توریت مقدس سے اُن کا لونڈی ہونا ثابت ہے یا نہیں اور اگر ثابت نہیں تو یہودی کیوں اُن کو لونڈی کہتے ہیں؟

(۱) جواب

از مولانا عنایت رسول صاحب چریاکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

ام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا نام عبری زبان میں (ہاغار) הָגָר اور عربی میں (ہاجر) ہے یہ بادشاہ مصر کی بیٹی تھیں؛
سفر الیشار میں جو یہودیوں کی ایک معتبر تاریخ ہے لکھا ہے کہ شہر بابل دار السلطنت نمرود میں جہاں تارح یعنی آذر اور ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے تمام خاندان

کے لوگ رہتے تھے ایک شخص حکیم ہنرمند ذکی الطبع فطین جو اکثر علوم و صنائع میں کمال رکھتا تھا رہتا تھا اُس کا نام رِقیونؔ רקיון تھا مگر وہ بہت مفلس و محتاج و مفلوک تھا تنگدستی و سختی سے وطن میں رہنا نامناسب سمجھکر مصر کی راہ لی جب وہ وہاں پہنچا اور اُس کی لیاقت و دانشمندی باشندگان مصر پر ظاہر ہوئی تو بادشاہ مصر نے اُس کو براہ قدر دانی اعیان سلطنت میں داخل کیا رفتہ رفتہ بالکل حاوی ہوا بالآخر وہاں کا بادشاہ ہوگیا یہ پہلا شخص ہے جسکا لقب فرعون ہوا اسی فرعون کے زمانہ بادشاہت میں بوجہ قحط سالی کے حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین سے معہ اپنے اہل بیت کے مصر میں تشریف لے گئے!

رقیون רקיון اور رھاغان רהג دونوں عبری لفظ ہیں اور اس سے استدلال ہوسکتا ہے کہ وہ دونوں عبرانی یعنی بنی عیبر تھے اور کیا عجب ہے کہ اُسی قبیلہ کے ہوں جس قبیلہ کے حضرت ابراہیم تھے اور ظاہرا اسی خیال سے کہ بادشاہ مصر اُن کا ہموطن یا ہم قبیلہ ہے اس قحط و مصیبت میں حضرت ابراہیم نے مصر میں جانے کا قصد کیا ہو جیسا کہ ہر ایک انسان کو ایسے موقع پر اس قسم کا خیال ہوسکتا ہے۔

جب حضرت ابراہیم مصر میں پہونچے اور اُنہوں نے حضرت سارہ کا اپنی بی بی ہونا ظاہر نکیا بلکہ بہن ہونے کا جو رشتہ تھا وہ ظاہر کیا تو فرعون نے حضرت سارہ سے شادی کرنی چاہی اور حضرت ابراہیم کو بہت کچھ دیکر حضرت سارہ کو بقصد شادی اپنے گھر لے گیا۔

اِس واقعہ سے بھی استدلال ہوسکتا ہے کہ فرعون بادشاہ مصر کو بسبب ہم قوم ہونے کے زیادہ تر حضرت سارہ سے شادی کرنے کی رغبت ہوئی تھی۔

غرض کہ ہنوز شادی نہ ہونے پائی تھی کہ مختلف قسم کے صدمات فرعون پر واقع ہوئے اور وہاں کے سبب سے فرعون نے حضرت سارہ کے حال کی زیادہ تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت ابراہیم کی بیوی بھی ہیں اُسی وقت فرعون نے اُن کو حضرت ابراہیم کے پاس بھیجدیا اور ہاجرہ اپنی بیٹی کو بھی اُن کے سپرد کیا۔+

فرعون نے جو اپنی بیٹی ہاجر کو حضرت سارہ کے ساتھ کردیا ظاہر اُس کے کئی سبب معلوم

ہوتے ہیں ابراہیم اور سارہ کی نیکی اور بزرگی اور اُن کا اور فرعون و ہاجر کا ہم قوم ہونا اس بات کے لئے بڑی رغبت ہوئی ہوگی کہ فرعون اپنی بیٹی کو اُن کی تعلیم و تربیت اور صحبت میں سپرد کرے کیونکہ مصری اس کے قوم و قبیلہ سے نہ تھے۔ علاوہ اس کے اُس زمانہ میں اور اُس خاندان میں شادی و بیاہ میں ہم کفو ہونے کا بہت خیال تھا مصر میں رقیون فرعون مصر کے خاندان کا کوئی شخص نہ تھا اور یہ بہت بڑی ترغیب اس بات کی تھی کہ ہاجر سارہ کے سپرد کیجاوے تاکہ اُن کی تربیت میں رہے اور کہیں کفو میں اُس کی شادی ہو جاوے۔ رخصت کے وقت فرعون نے اپنی بیٹی ہاجر کو سمجھایا کہ تیرا رہنا ان کے ساتھ تیرے لئے میرے پاس رہنے سے بہتر ہے۔ اس سمجھانے سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کس خیال سے فرعون نے اپنی بیٹی اُن کے سپرد کی تھی۔

بعد اس کے جب حضرت ابراہیم معہ ہاجر فرعون کی بیٹی کے وہاں سے چلے تو فرعون نے اُن کے ساتھ پیادے مامور کیئے تاکہ بحفاظت پہنچ جاویں چنانچہ یہ سب لوگ بآرام تمام معہ احمال و اثقال و لونڈی و غلام وغیرہ کے جو بادشاہ مصر نے اُن کو دیئے تھے اپنے ملک میں جہاں اونہوں نے سکونت اختیار کی تھی بخیر و خوبی پہونچ گئے۔ اُس وقت ابراہیم ہاجر کی بدولت بہت دولتمند و مالدار ہو گئے چنانچہ توریت میں لکھا ہے:-

וַיַּעַל אַבְרָם מִמִּצְרַיִם הוּא וְאִשְׁתּוֹ וְכָל־אֲשֶׁר־לוֹ
וְלוֹט עִמּוֹ הַנֶּגְבָּה׃ וְאַבְרָם כָּבֵד מְאֹד בַּמִּקְנֶה בַּכֶּסֶף
וּבַזָּהָב׃

ان لفظوں کو اس مقام پر عربی خط کے حرفوں میں لکھتے ہیں۔

وَيَعَلْ اَبْرَامْ مِمِّصْرَايِمْ هُوَ وَاِشْتُو وَكُلْ اَشِرْلُو وَلُوطْ عِمُّو هَنَّغْبَا
وَابْرَامْ كَابِيدْ مِئُودْ بِمِقْنَهْ وِبِكِسِفْ وِبِزَّهَابْ۔

ترجمہ عربی "فصعد ابرام من مصر هو وزوجته وكل ماله ولوط معه الى القبلة وابرام عظيم جدا بالماشية والفضة والذهب"

ترجمہ اردو۔" اور کوچ کیا ابراہیم نے مصر سے اُس نے اور اُس کی بی بی نے مع اپنے کل مال کے اور لوط کے شمال کی طرف کو۔ کتاب پیدایش باب ۱۳۔ آیت ۱ و ۲ ؛

غرض کہ اس مؤرخ کے بیان سے ظاہر ہے کہ ہاجرہ بادشاہ مصر کی بیٹی تھیں تعلیم و تربیت کے لیئے سارہ کے سپرد کی گئی تھیں۔ اور اُن کا ہموطن ہونا بلکہ ادنیٰ تامل سے اہل خاندان سے ہونا پایا جاتا ہے۔

مفسرین توریت بھی حضرت ہاجرہ کو بادشاہ مصر کی بیٹی لکھتے ہیں۔ چنانچہ (ربی شلومو اسحاق) نے کتاب پیدایش کے سولویں باب کی پہلی آیت کی تفسیر میں جو لکھا ہے اوس کو بعینہ اس مقام پر نقل کرتے ہیں۔

בַּת פַּרְעֹה הָיְתָה כְּשֶׁרָאָה נִסִּים שֶׁנַּעֲשׂוּ לְשָׂרָה
אָמַר מוּטָב שֶׁתְּהֵא בִתִּי שִׁפְחָה בְּבַיִת זֶה וְלֹא גְבִירָה
בְּבַיִת אַחֵר:

اس عبارت کو عربی خط کے حرفوں میں لکھا جاتا ہے۔

"بَتْ يَرْعُه هايِتَا كِشْرَا اِنِسِّيم شِنَعْسُو لِسَارَه آمَرْ مُوطَاب
شِتِّهَا بِتِّي شِفْحَه بِبَيْتْ زِه وَلُوگِبِيرَه بِبَيْتْ آحِيرْ"

(ترجمہ عربی) هی کانت بنت فرعون لما رأت الایات التی اخرجت بسارة قال ما اطیب ان تکون بنتی خادمة فی بیت ذا ولا ان تکون سیدة فی بیت آخر" +

(ترجمہ اردو) وہ فرعون کی بیٹی تھی جب دیکھا اُن کرامات کو جو بوجہ سارہ واقع ہوئیں تو کہا بہتر ہے کہ رہے میری بیٹی اُس کے گھر میں خادمہ ہو کر اس سے کہ ہو دوسرے کے گھر میں ملکہ" +

اس عبارت کا ترجمہ اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ "میری بیٹی کا رہنا اس کے خاندان میں خادمہ ہو کر بہتر ہے دوسرے کے خاندان میں ملکہ ہو کے رہنے سے" +

۱۸۶۶ء میں بمقام کلکتہ اسی بات کا مباحثہ ہوا تھا اور اکثر یہودیوں نے اس بات کو تسلیم کیا تھا کہ حضرت ہاجرہ لونڈی نہیں تھیں بادشاہ مصر کی بیٹی تھیں۔

توریت مقدس سے کسی طرح حضرت ہاجرہ کا لونڈی ہونا ثابت نہیں ہے نہایت صاف اور روشن بات ہے کہ اُس وقت کے حالات پر جو ہم نظر کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں لونڈی و غلام دو طرح پر ہوتے تھے شرلے سے اور غنیمت سے یعنی یا تو وہ لونڈی و غلام ہوتے تھے جو لڑائی میں اسیر ہو کر آتے تھے اور وہ (شِبُوث حرب) שְׁבִית חֶרֶב کہلاتے تھے یعنی غنیمت جنگ سیف یا وہ لونڈی اور غلام کہلاتے تھے جو جزیے سے جاتے تھے اور اُن کو מִקְנַת כֶּסֶף مقنت کسف کہتے تھے یا اُن کی اولاد لونڈی و غلام ہوتی تھی יְלִיד בַּיִת یلید بایث ولید البیت یعنی خانہ زاد مگر حضرت ہاجرہ ان باتوں سے پاک تھیں پھر وہ کیونکر لونڈی ہو سکتی تھیں انکو لونڈی کہنا محض بہتان ہے:

اب رہی یہ بات کہ یہودی ان کو کیوں لونڈی کہتے تھے اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ یہودی بنی اسمعیل کی ہمیشہ حقارت کرتے ہیں اور ضد و عداوت سے ایسی باتیں جن سے بنی اسمعیل بہ نسبت بنی اسرائیل کے حقیر سمجھے جاویں منسوب کرتے ہیں اور اسی خیال سے اُن لوگوں نے غلط طور پر توریت مقدس سے بھی حضرت ہاجرہ کے لونڈی ہونے پر استدلال کیا ہے مگر وہ استدلال سرتاپا غلط اور بالکل تحریف ہے جسکو بالتفصیل ہم بیان کرتے ہیں:۔

حضرت سارہ ادھیڑ ہو گئی تھیں اور اُن کی اولاد نہ ہوئی تھی اس لئے اُنہوں نے حضرت ہاجرہ کو زوجہ بنانے کی اجازت دی کہ اُنہیں سے کچھ اولاد پیدا ہو چنانچہ ہاجرہ سے حضرت اسمعیل پیدا ہوئے اس کے چند روز بعد حضرت سارہ بھی حاملہ ہوئیں اور حضرت اسحاق پیدا ہوئے۔

حضرت اسحاق کئی برس کے ہو گئے تھے اُن کا دودھ بھی چھٹ چکا تھا اور حضرت اسمعیل ان سے عمر میں کچھ بڑے تھے دونوں میں آپس میں کچھ تکرار ہو گئی جیسا کہ دو بچوں میں ہو جاتی ہے حضرت سارہ کو یہ بات بُری معلوم ہوئی اور اس لڑائی جھگڑے میں حضرت ابراہیم سے کہا کہ اس لونڈی کو اور اُس کے لڑکے کو نکال اور اس مقام پر جو حضرت سارہ نے حضرت ہاجرہ کو لونڈی کہا اس سے

یہ استدلال نہیں ہوسکتا کہ وہ حقیقت میں لونڈی تھیں بلکہ جس طرح عورتیں لڑائی غصہ میں خصوصاً جبکہ دو عورتوں بلکہ دو سوکنوں میں بچوں پر تکرار ہو جاوے ایک دوسرے کو تہتک اور حقارت کے کلمے کہہ اٹھتی ہیں اسی طرح حضرت سارہ نے بھی یہ لفظ آمہ אמה یعنی لونڈی کا حضرت ہاجر کی نسبت کہا اس سے کسی طرح یہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ وہ درحقیقت لونڈی تھیں مگر یہودیوں کو اور جو لوگ یہودیوں کی پیروی کرتے ہیں اُن کو ایک موقع حضرت ہاجر کو لونڈی کہنے کا مل گیا۔

حضرت سارہ کی اس بات سے حضرت ابراہیم نہایت ناراض ہوئے مگر خدا نے اُن کی تسلی کی اور کہا کہ اس لونڈی اور بچہ کی طرف سے رنج مت کر تو ان کو نکال دے میں اس لونڈی کے بچہ سے ایک قوم پیدا کرونگا ؛

اس مقام پر جو خدا نے لونڈی کہا وہ بعینہ نقل حضرت سارہ کے قول کی ہے یعنی سارہ نے جسکو حقارت سے لونڈی اور لونڈی کا بچہ کہا ہے اسی سے میں ایک قوم پیدا کروں گا یہ ایسی بات ہے کہ جیسے کوئی شخص کسی لایق آدمی کو کہے کہ یہ نالایق کیا کام کرے گا اور دوسرا شخص کہے کہ دیکھئے یہ نالایق کیا کام کرتا ہے پس اس دوسرے شخص کا بھی اُس کو نالایق کہنا اس بات کی دلیل نہیں ہوسکتا کہ درحقیقت وہ شخص نالایق ہے۔ اور جبکہ یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ حضرت ہاجر بیٹی رقیون بادشاہ مصر کی بلکہ ہمقوم و ہموطن ابراہیم کی تھیں اور جو وجوہ رقیت کی اُس زمانہ میں تھیں اُن سے بھی حضرت ہاجر بری تھیں تو ان الفاظ سے جو لڑائی وجھگڑے وغصہ میں بولے گئے ہیں کسی طرح اُن کا واقعی لونڈی ہونا مراد نہیں ہوسکتا ٭

علاوہ اس کے لفظ آمہ אמה مجازاً محاورہ میں زوجہ پر بھی بولا جاتا ہے یہودیوں میں دستور تھا کہ دختر کا باپ بروقت شادی کے بعوض دختر کے پسر کے باپ سے کچھ روپیہ لیتے تھے تب بیٹی دیتے تھے جیسے کہ ہندوستان میں ہندوؤں کی بعض قوموں میں دستور ہے اور اس دستور کو بیٹی کا بیچنا کہتے تھے مگر وہ لونڈی نہ ہوتی تھی بلکہ زوجہ شرعی ہوتی تھی اور تمام حقوق زوجیت کے اُس کو حاصل ہوتے تھے ایسی زوجہ پر بھی لونڈی کا مجازاً اطلاق ہوا ہے چنانچہ توریت مقدس کی دوسری کتاب باب ۲۱ - آیت ساتویں میں لکھا ہے کہ "خدا نے کہا کہ اگر کوئی شخص اپنی لڑکی کو بیچے (آمہ) ہونے کے لئے تو وہ لونڈیوں کی طرح نکل نہ جائیگی اگر وہ اپنے

مالک کی نظر مین ناپسند ہو جس سے اُس نے زفاف نہیں کیا تو فدیہ دیگا بوجہ ناپسند ہونے کے اجنبی قوم کے پاس بیچ نہین سکتا اور اگر اپنے پسر کی خلوت میں دیا تو لڑکیون کے دستور کے موافق برتاو ہوگا۔ اور اگر اسکے اوپر دوسری کرلی تو حقوق زوجیت یعنی کھانا کپڑا خلوت کم نہ کریگا اور اگر یہ تینون امر اسکے ساتھ نہ کئے جاوین تو بلا زر چھوٹ جاویگی ؎

چونکہ ان آیتوں سے مسایل فقہیہ مستنبط ہوتے ہیں اس لئے علماء یہود نے اس میں بہت غور کی ہے کل مباحثہ لکھنا طول ہے مگر جس قدر کہ اس مقام کے مناسب ہے مختصراً لکھا جاتا ہے۔

ان آیتوں میں لفظ آمہ אָמָה سے لونڈی مراد نہیں ہوسکتی اول تو انہی آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں لونڈی سے بیوی یعنی زوجہ شرعی مراد ہے دوسرے یہ کہ یہ سب آیتیں بنی اسرائیل کی شان میں ہیں جیسا کہ سیاق دلالت کرتا ہے اور بموجب توریت مقدس کے لونڈیوں کی طرح بنی اسرائیل کی بیع و شری جایز نہیں ہے چنانچہ اسکی تفصیل توریت مقدس کی تیسری کتاب باب ۲۵۔ آیت ۴۲۔ اور دوسری کتاب باب ۲۲۔ آیت ۳ میں مندرج ہے بنی اسرائیل چوری کے جرم میں یا دشمن کی قید میں سے چھوڑانے کے لئے خریدے جاتے تھے اور صرف سات برس تک مالک کی بطور غلام کے خدمت کرتے تھے حضرت یوسف کے بھائی بھی چوری کے جرم میں بطور غلام رکھ لئے گئے تھے مگر وہ غلام نہ تھے۔

اور اگر فرض کریں کہ اس آیت میں جو احکام ہیں وہ غیر بنی اسرائیل کے لئے ہیں تو بھی آیت کے معنی درست نہ ہوں گے کیونکہ غیر بنی اسرائیل لونڈی و غلام پچاسویں برس از خود آزاد ہو جاتے تھے اور آیت میں حکم ہے کہ وہ آزاد نہ ہوگی اس مقام پر تفسیر رشی کی عبارت نقل کی جاتی ہے جس سے مطلب مذکور ثابت ہوتا ہے۔

אם רעה בעיני אדניה: שלא נשא חן
בעיני לכנסה: אשר לא יעדה: שהיה לו
ליעדה ולהכניסה לו לאשה ונתן כסף קנייתה
הוא כסף קדושיה: ובאו רמז לך הכתב

[illegible]

[illegible]

صورت اسکی عربی خط میں

توراۃ

اَم رَاعه بِعِینی اَدُونیها اَشِرلاَ نَاسِه حین بِعِینا ولِحُونَسِاه اَشرلاَ یعاداه +

شِهایَا لولیعَاداه لِهِجنیساه لولاثَّا وکسف قیتَّاه هوکسف قدُوشیهَا وکَان رَاَمرلاخ هکَّا لوُب شمصُوَه بیعُود و رامرلاخ شایِناصریخَه قِدُّ وشیم آحِریم —

(ترجمہ عربی) وان قبحة بعین بعلها. لانه لخلو تها ما هوی الذی لم یزفها وکان له ان یزفها ویخلی بها لاتزویج وثمن شرایها ہو ثمن نکاحها وفی الآیة کنایة بامر النکاح وبانه لا یجوز مع الغیر عرسها -+

اردو ترجمہ (توریت) اگر بری ہے اپنے خاوند کی نظروں میں (تفسیر) کہ اُسے رغبت نہ ہوئی اُس کے ساتھ خلوت کی (توریت) جس نے زفاف نہ کیا (تفسیر) کہ اُسکو مناسب تھا اُس سے زفاف اُس کے ساتھ خلوت کرنا جو رد کرنے کے لئے اور قیمت اُس کی خرید کی قیمت ہے اُس کی شادی کی اور یہاں کنایہ ہے کہ آیت میں حکم شادی کا ہے اور کنایہ ہے کہ وہ دوسرے سے شادی کرنے کی مجاز نہیں۔

اسی موقع پر اس بات کا بھی خیال کرنا چاہئے کہ جس طرح ایسی جورو پر جسکی بابت بعوض شادی روپیہ دیا گیا ہو مجازاً لونڈی کا اطلاق ہوا اسی طرح ایسی جورو پر بھی جو بطور ڈولہ کے آئی ہو مجازاً لونڈی کا اطلاق ہوا ہے جیسے کہ ابی غایل حضرت داؤد کی بیوی پر لونڈی اور خادمہ کا اطلاق ہوا ہے جس کا ذکر عنقریب آتا ہے اور چونکہ یہ امر حضرت ہاجرہ کے حال سے بھی نہایت مناسب تھا اس لئے مجازاً اُن کی نسبت بھی آمہ یعنی لونڈی بولا گیا مگر جبکہ رقیت کسی طرح ثابت نہیں ہے تو اس لفظ سے حقیقی لونڈی مراد ہو نہیں سکتی -+

اگر یہ کہا جاوے کہ ان مقاموں میں بھی آمہ سے جورو مراد ہے مگر سریہ تو یہ کہنا بھی صحیح نہ ہوگا اس لئے کہ جب بنی اسرائیل کی لڑکیاں لونڈیاں ہو ہی نہیں سکتی تھیں تو سریہ کیونکر ہو سکتی ہیں۔

اور اگر یہ شبہ کیا جاوے کہ جن مقاموں کا بیان ہوا وہاں قرینہ ہے جس سے آمہ سے لونڈی مراد نہیں ہو سکتی۔ مگر جہاں حضرت ہاجر کی نسبت آمہ کا اطلاق ہوا ہے وہاں کیا قرینہ ہے جس سے حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنی لئے جاویں اس شبہ کے رفع کرنیکو ناظرین کو ذرا توجہ کی تکلیف دیجاتی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں بلکہ ان کے بعد بھی یہ دستور تھا کہ لونڈی میراث نہیں پاتی تھی چنانچہ اسی وجہ سے لیا اور راحیل یعقوب علیہ السلام کی بیویوں نے اُن سے کہا کہ "کیا اب ہمارے لئے اپنے باپ کے گھر میں کچھ حق میراث ہے کیا ہم اجنبیہ تھیں شمار کئے گئے کیونکہ بیچڈالا ہمکو اور قیمت بھی کھا گیا۔ پیدایش باب ۳۱۔ آیت ۱۴ و ۱۵۔"

اور لونڈی کی اولاد جو دوسری سے ہو وہ بھی لونڈی اور غلام ہوتی تھی اُن کے لئے میراث نہ تھی چنانچہ یہ حکم موسیٰ کو بھی دیا گیا اور لونڈی کی اولاد جو مالک سے ہو وہ بیوی کی اولاد کے ساتھ میراث نہیں پاتی تھی جو کچھ باپ اُن کو اپنی زندگی میں دیدیوے وہی اُن کو ملتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ ابراہیم علیہ السلام نے قطورہ کی اولاد کو اپنی زندگی میں کچھ دیکر الگ کر دیا تھا جیسا کہ کتاب پیدایش باب ۲۵ میں مندرج ہے۔ جبکہ یہ قاعدہ شرعی معلوم ہو گیا تو اب اصل مطلب کی طرف رجوع کرنا چاہئیے کہ جب سارہ نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ اس لونڈی اور اس کے لڑکے کو نکال تو اس کی وجہ یہ بیان کی کہ میراث نہ پاوے لونڈی بچہ میرے بیٹے اسحاق کے ساتھ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ سارہ کو اندیشہ یہی تھا کہ اسمٰعیل اسحاق کے ساتھ میراث پاویں گے پس اگر ہاجر لونڈی ہوتیں یا اسمٰعیل لونڈی بچہ ہوتے تو میراث پانے کا خیال کیونکر ہوتا بلکہ اُس وقت کی شریعت میں یہ حکم تھا کہ زوجہ مطلقہ میراث نہیں پاتی تھی اور جس لڑکے کو باپ عاق یعنی ساقط المیراث کر دیتا تھا وہ بھی میراث سے محروم ہو جاتا تھا اس لئے حضرت سارہ نے حضرت ابراہیم سے درخواست کی تھی کہ ہاجر کو اور اُس کے لڑکے کو نکال دے یعنی

ایک کو طلاق دے اور ایک کو عاق کرے تاکہ دونوں مستحق میراث نہ رہیں یہ قرینہ ہے کہ ان آیتوں میں آمہ کا لفظ جو خلاف محل واقع ہوا ہے اس سے اس کے مجازی معنی مراد ہیں اور حقیقی مراد نہیں ہو سکتے۔ علاوہ اس کے اور بھی قرینہ قویہ ہیں جن کا ذکر آگے آتا ہے۔

ان مقامات کے سوا کسی مقام میں حضرت ہاجر کی نسبت لونڈی کا لفظ توریت میں نہیں آیا ہے بلکہ شِفْحَہ שִׁפְחָה کا لفظ آیا ہے اور شفحہ کے معنی لونڈی کے نہیں ہیں انقلوس یہودی نے جس نے توریت کا ترجمہ کالدی زبان میں کیا ہے شفحہ کا ترجمہ امتا جو بمعنی امۃ ہے لکھا ہے اور اس سبب سے اکثر مترجموں نے توریت کے ترجموں میں جو اور زبانوں میں کئے اس لفظ کا لونڈی ترجمہ کیا حالانکہ لونڈی کو عبری زبان میں (آمہ) אָמָה کہتے ہیں جو عربی لفظ امۃ کا مرادف ہے اور شفحہ کے معنی خادمہ کے ہیں ہم تفرقہ بتانے کے لئے سموئیل باب ۲۵ کی ۴۱ آیت نقل کرتے ہیں اس سے امہ اور شفحہ کا فرق ظاہر ہو جاویگا

וַתֹּאמֶר הִנֵּה אֲמָתְךָ לְשִׁפְחָה לִרְחֹץ רַגְלֵי
עַבְדֵי אֲדֹנִי׃

اس عبارت کو عربی حرفوں میں لکھا جاتا ہے

وَتّومِرْهِنّه اما تخا لِشِفْحَه لِرْحُوص رَغْلی عَبْدِی آدُونی۔

(ترجمہ عربی) وقالت نعم انا امۃ له خادمة تغسل رجل عبید سیدی

(ترجمہ اردو) اور کہا ہاں اس کی لونڈی خادمہ ہے اپنے سردار کے خادموں کا پانوں دھونے کے لئے۔

یہ قول ابی غایل حضرت داؤد کی بی بی کا ہے جبکہ حضرت داؤد نے اس کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا تھا اور وہ بطور ڈولہ کے حضرت داؤد کے ہاں آئی تھیں۔

شفحہ کے اصلی معنی جیسا اہل لغت لکھتے ہیں قبیلہ کی عورت کے ہیں بادہ اس لفظ کا اور (مشباحہ) מִשְׁפָּחָה کا جس کے معنی قبیلہ کے ہیں ایک ہے لیکن عرف میں اس کے معنی خادمہ کے ہیں پھر اس لفظ سے لونڈی سمجھنا یا غلطی ہے یا تعصب ہے۔

تیسرا مقام جہاں سے اُن کے لونڈی ہونے پر استدلال کرتے ہیں پیدایش باب ۲۵ پہلی آیت سے ۶ آیت تک جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اور ابراہیم نے پھر عورت کی جس کا نام قطورہ تھا اور اُس سے زمران یقسان مدان مدیان یشباق شوخ پیدا ہوئے۔ اور یقسان کے شبا اور ددان پیدا ہوئے۔ ددان کی اولاد اشوریم لطوشیم لامیم۔ مدیان کی اولاد عیفا عیفر حنوخ ابی دع اور الداعا یہ سب قطورہ کی اولاد ہیں۔ اور دیا ابراہیم نے جو کچھ اُن کے تھا اسحاق کو۔ اور سریہ کی اولاد کو ابراہیم نے اپنی حیات میں کچھ دیکر اسحاق کے پاس سے نکال دیا پورب طرف شرقی عرب میں۔ یہاں چھٹی آیت میں واقع ہے וְלִבְנֵי הַפִּילַגְשִׁים لِبنِی هَپِیلَغشِیم جس سے استدلال کرتے ہیں פִּילֶגֶשׁ پیلغش פִּלֶגֶשׁ پلغش جسے کلدی میں פִּלַּקְתָּא پیلقتا کہتے ہیں یا לְחֵינְתָא لحینا بولتے ہیں اس کے معنی بے شبہ سریہ ہیں اور اس کی جمع موافق قاعدہ کے פִּילַגְשִׁים پَیلَغشِیم آتی ہے ابی سلیمان ابن اسحاق نے لکھا ہے נָשִׁים בִּכְתֻבָּה פִּילַגְשִׁים בְּלֹא כְתֻבָּה اس کے معنے یہ ہیں کہ جس کے لئے تنبہ صداق یعنی کابین نامہ ہو اُسے نشیم کہتے ہیں اور جس کے لئے کابین نامہ نہ ہو اُسے پیلغشیم کہتے ہیں بہر نوع یہ امر ثابت ہے کہ پیلغش سریہ ہے استدلال یہ ہے کہ آیت میں پیلغشیم یہ لفظ جمع ہے اور اُس سے مراد قطورہ اور ہاجرہ ہیں کیونکہ سارہ کے سوا بھی دو بیویاں ابراہیم کی ثابت ہیں اسلئے یہ سریہ ہونگی فقط یہ شبہ پیلغشیم کے لفظ سے پیدا ہوا حال یہ ہے کہ عبری میں جمع یے اور میم سے آتی ہے لہذا جمع پیلغشیم ہونا چاہئیے۔ لیکن توریت میں اُس مقام میں پیلغشم بدون یے کے وارد ہے پیلغشیم نہیں ہے اس لفظ پر مفسرین نے بحث کی ہے بعض نے اس کو جمع مانا ہے اور یے کے نہ ہونے کی یہ توجیہ کی ہے کہ ابراہیم کے ایک ہی سریہ تھی اس واسطے یے کو گرادیا۔ رشی

חָסֵר כְּתִיב שֶׁלֹּא הָיְתָה אֶלָּא פִּילֶגֶשׁ אַחַת:

مقصور لکھا گیا کیونکہ ایک ہی سریہ تھی۔ ساتھ ہی اس کے اس مفسر نے یہ بھی لکھدیا ہے کہ وہ سریہ ہاجر تھیں اور وہی قطورہ ہیں یعنی ہاجر اور قطورہ ایک ہی کا نام ہے یہ بات صحیح نہیں

معلوم ہوتی جس کا بیان ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اسی طرح اکثر مفسرین نے تسلیم کیا ہے کہ سریہ ابراہیم کی ایک ہی تھی لفظ پلیغشم سے جمع مقصود نہیں اور نہ بصورت جمع ہے تو اسی وجہ سے اونقلوس نے جو قدیم مترجم ہے اس لفظ کے ترجمہ میں לחינתא لحیناتا لفظ واحد اختیار کیا ہے ایسی حالت میں اس سے استدلال کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ مدار حجت جمعیت تھی اور وہ غیر مسلم ہے باقی رہی یہ بات کہ وہ سریہ جسکی شان میں یہ آیت وارد ہے ہاجر ہیں اس بیان سے کہ ہاجر ہی کا نام قطورہ ہے دعویٰ بلا دلیل ہے سیاق کلام سے ظاہر ہے کہ اس باب میں قطورہ اور اون کی اولاد کا ذکر ہے اور انہیں کو آیت سریہ بتاتی ہے علاوہ اس کے ובני קטורה سفر التواریخ اول کے پہلے باب کی ۳۲ آیت میں جہاں سب کے نسب نامے لکھے ہیں جو اہل کتاب میں معتبر ہے لکھا ہے ובני קטורה פילגש אב רהם ۔ ترجمہ۔ اور بنی قطورہ سریہ ابراہیم فلاں اور فلاں یہ وہی اشخاص ہیں جنہیں پیدائش کے باب ۲۵ میں قطورہ کی اولاد گنایا ہے اور فلسطین کے پورب سکونت کی اجازت دی ہے یہاں سے قطورہ کا سریہ ہونا بخوبی ثابت ہے اور اسی مقام پر ۳۳ آیت کے اخیر میں لکھا ہے כל־אלה בני קטורה : یہی سب قطورہ کی اولاد ہیں اس سے ثابت ہے کہ قطورہ ہاجر نہ تھیں ورنہ اسمعیل کو بھی ان میں شمار کرتا بلکہ اسی باب کی ۲۸۔ آیت میں گنایا ہے ابراہیم کے بیٹے اسحاق اور اسمعیل اُس وقت یہ دستور تھا یعنی اکثر یہ محاورہ تھا کہ بیان نسب میں سریہ کی اولاد کو ماں کی طرف نسبت کرتے تھے اور بیوی کی اولاد کو باپ کی طرف اسی لئے نسب نامہ اسمعیل کو ابراہیم کی طرف منسوب کیا اور قطورہ کی اولاد کی نسبت ابراہیم کی طرف نہیں کی بلکہ قطورہ کی طرف کی۔ علاوہ اس کے ہاجر کی اولاد پاران میں بسی اور قطورہ کی اولاد فلسطین کے پورب جیسا تورات میں بیان ہوا ہے باوجود ان سب تباین اور تغائر کے دونوں کو ایک کہنا جادٹ ہے علاوہ اس کے ابراہیم نے ہاجر کو طلاق دیا تھا اور ائمہ کو زن مطلقہ سے نکاح جائز نہیں۔ چنانچہ موسیٰ کی شریعت میں یہ حکم منصوص ہے تو اگر یہی شریعت ابراہیم کے وقت میں بھی تھی جیسا یہود دعوے کرتے ہیں تو یہ کہنا کہ قطورہ ہاجر ایک ہیں بالکل خلاف ہے اور اگر ابراہیم کے وقت میں یہ شریعت نہ بھی رہی ہو تو خلاف دستور انبیا کے ہے کسی نبی کا سوائے پیغمبر آخر الزمان کے

زن مطلقہ سے نکاح کرنا ثابت نہیں۔

اب ہم رجوع کرتے ہیں پیلغشیم کے لفظ اور اس آیت کے معنی کی طرف اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہ لفظ جمع ہے جیسا اب جو نسخے موجود مطبوعہ لندن دسٹر دام وغیرہ دیکھے گئے ان میں הַפִּילַגְשִׁים پیلغشیم بے اور یم کے ساتھ لکھا ہوا خلاف بیان مفسرین کے پایا جاتا ہے تو بھی مدعا مستدل کا ثابت نہ ہوگا کیونکہ جائز ہے کہ یہ جمع הַפִּלַגְשִׁי پیلغشی پیلغشی اسم منسوب کی ہو جیسا کہ اسم منسوب کی جمع اس وزن پر متعارف ہے امثلہ ذیل سے واضح ہوگا

הָעִבְרִים מִצְרִים: הַיְּהוּדִים: הַיִּשְׁמְעֵאלִים: יִשְׁמְעֵאלִים:

وغیرہ بہت لفظ ہیں הַפִּלַגְשִׁי پیلغشی کے معنی سریہ زادے ہیں جیسا اس ملک میں پرستار زادہ کہتے ہیں معنی آیت کے یہ ہیں کہ ابراہیم نے سریہ زادے لڑکوں کو کچھ دیکر وہاں سے رخصت کر دیا اور ان کو فلسطین کے پورب بسنے کی اجازت دی لیکن ان میں اسمعیل نہ تھے بلکہ اسی باب کی نویں آیت میں لکھا ہے کہ دفن کیا ابراہیم کو اسمعیل اور اسحاق اس کے لڑکوں نے۔ توراۃ اور اس کی تفسیر دیکھنے والوں پر بخوبی واضح ہو جاوے گا کہ ہاجرہ کا لونڈی ہونا کتب مقدسہ سے ثابت نہیں

(۲) جواب

از

نواب اعظم یار جنگ مولانا چراغ علی مرحوم

(۱) کوئی حدیث صحیح مرفوع ایسی نہیں ہے جس میں حضرت ہاجرہ ام اسمعیل علیہ السلام کو لونڈی یا سریہ یا ملک یمین کہا ہو۔

(۲) صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ہاجرہ کی نسبت ایک روایت ہے وہ بھی جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے بلکہ حضرت ابوہریرہؓ سے ہے۔

ا۔ بخاری نے کتاب البیوع باب شراء المملوک من الحربی وهبته و عتقه

میں روایت کی ہے +

حدثنا ابوالیمان اخبرنا شعیب حدثنا ابوالزناد عن الاعرج قال ابو سلمۃ قال ابوھریرۃ ارجعوھا الی ابراھیم واعطوھا ھاجرۃ فرجعت الی ابراھیم فقالت اشعرت ان اللہ تعالیٰ کبت الکافر واخدم ولیدۃ	حدیث کی ابوالیمان نے کہ خبر دی مجھکو شعیب نے کہ حدیث کی مجھ سے ابوالزناد نے اعرج سے کہا ابوسلمہ نے کہا ابوہریرہ نے لوٹاؤ سارہ کو ابراہیم کے پاس اور دو اُسکو ہاجرہ پھر آئی سارہ ابراہیم کے پاس پھر کہا جانا تمنے کہ اللہ تعالےٰ نے ناکام کیا کافر کو اور خدمت کو دی لڑکی ٭

یہ روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے +

۲ - صحیح بخاری کتاب البیوع باب قبول الھدیۃ من المشرکین میں ہے -

قال ابوھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھاجر ابراھیم الخلیل بسارۃ فدخل قریۃ فیھا ملک او قال جبار فقال اعطوھا ھاجرۃ الخ	کہا ابوہریرہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ ہجرت کی ابراہیم خلیل نے ساتھ سارہ کے پھر آئے ایک شہر میں اُس میں تھا ایک بادشاہ یا کہا ایک ظالم (یہ شک راوی کا ہے) پھر کہا دو سارہ کو ہاجرہ - + الخ

یہ روایت بلا اسناد ہے +

صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا میں ہے -

حدثنا محمد بن محبوب حدثنا بن زید عن ایوب عن محمد عن ابی ھریرۃ قال لم یکذب ابراھیم الا ثلث کذبات اثنین منھن فی ذات اللہ عزوجل قولہ انی سقیم وقولہ	روایت کی محمد بن محبوب نے کہ نقل کی محمد بن زید نے ایوب سے اُس نے محمد سے اور اُس نے ابوہریرہ سے کہا نہیں جھوٹ بولا ابراہیم نے مگر تین جھوٹ دو ان میں سے تو صرف اللہ عزوجل کے ہیں

بل فعله كبيرهم هذا وقال بينما
هو ذات يوم وسارة اذا اتى على جبار
من الجبابرة فقيل له ان ههنا رجلا
معه امراة من احسن الناس فارسل
اليه فساله عنها فقال من هذه قال
الخليل اختي فقال الخليل لسارة
ليس على وجه الارض مومن غيري
وغيرك وان هذا سالني عنك
فاخبرته انك اختي فلا تكذبيني
فارسل اليها فلما دخلت عليه
ذهب يتناولها بيده فاخذ فقال
لها ادعي الله لي ولا اضرك فدعت
الله فاطلق ثم تناولها الثانية
فاخذ مثلها او اشد فقال ادعي
الله ولا اضرك فدعت الله تعالى
فاطلق فدعا بعض حجبته فقال
انكم لم تاتوني بانسان انما
اتيتموني بشيطان فاخدمها
هاجرة فاتته وهو قائم يصلي
فاوماء بيده مهيم فقالت رد الله
كيد الكافر والفاجر في نحره واخدم
هاجرة قال ابوهريرة تلك امكم
يا بني ماء السماء ۔

کہنا ابراہیم کا میں بیمار ہوں اور کہنا اُن کا
بلکہ کیا ہے یہ اُن کے اس بڑے نے
اور کہا جبکہ وے ایک دن ساتھ سارہ
کے آئے ایک ظالم کے پاس ظالموں سے
پھر کہا گیا ظالم سے کہ یہاں ایک آدمی ہے
اُس کے ساتھ ایک عورت اچھی ہے سب
آدمیوں سے پھر بھیجا ظالم نے ابراہیم کے
پاس اور پوچھا سارہ سے کہ کون ہے یہ کہا
خلیل نے میری بہن ہے پھر کہا خلیل نے
سارہ کو نہیں ہے زمین پر مومن سوا میرے
اور تیرے اور اس ظالم نے پوچھا مجھ سے
تجھ کو پس خبر دی ہے اس کو میں نے کہ
تو میری بہن ہے پس مت جھٹلائیو تو
مجھکو پھر بھیجا ظالم نے سارہ کے پاس جب
آئی وہ اُس کے پاس گیا کہ پکڑنے لگا سارہ کو
اپنے ہاتھ سے پس جکڑا گیا پھر کہا سارہ سے
دعا کر اللہ سے میرے لئے اور نہ تکلیف
دوں گا تجھ کو پس دعا کی پس کھولا گیا پس
پکڑنے لگا اُن کو دوسری مرتبہ پس جکڑا گیا
ویسا ہی یا اُس سے بھی سخت پس کہا دعا کر تو
اللہ سے اور نہ تکلیف دوں گا تجھ کو پس دعا
کی اللہ سے پس کھولا گیا پھر بلایا اپنے
دربانوں میں سے پھر کہا تم نہیں لائے

میرے پاس آدمی تم لائے میرے پاس شیطان کو پھر خدمت کے لئے دی سارہ کو ہاجرہ پھر آئی سارہ اور ابراہیم کھڑے نماز پڑھتے تھے پس اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے کہ کیا حال ہے پھر کہا لوٹایا اللہ تعالیٰ نے مکر کافر اور فاجر کا اُسی پر اور خدمت کو دی ہاجرہ کہا ابوہریرہ نے یہ ہے تمہاری ما اے عرب والو +

یہ روایت بھی مرفوع نہیں ہے +

۴۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب اتخاذ سراری و ثواب من اعتق جاریۃ ثم تزوجھا میں ہے :۔

حدثنا سلیمان بن حماد بن زید عن ایوب عن محمد عن ابی ھریرۃ لم یکذب ابراھیم الا ثلث کذبات بینا ابراھیم علیہ السلام مر بجبار ومعہ سارۃ فذکر الحدیث فاعطاھا ھاجرۃ قالت کف اللہ ید الکافر واخدمنی ھاجرۃ قال ابوھریرۃ فتلک امکم یا بنی ماء السماء

حدیث کی سلیمان بن حماد نے زید سے اُس نے روایت کی ایوب سے اُس نے محمد سے اور اُس نے ابوہریرہ سے کہ نہیں جھوٹ بولا ابراہیمؑ نے مگر تین جھوٹ جبکہ ابراہیم علیہ السلام گذرے ظالم پر اور اُن کے ساتھ تھی سارہ پس ذکر کی ساری حدیث پھر دی سارہ کو ہاجرہ کہا روکا اللہ تعالیٰ نے ہاتھ کافر کا اور خدمت کو دی ہاجرہ کہا ابوہریرہ نے پس یہ ہے تمہاری ما اے عرب والو

یہ روایت ابوہریرہ پر موقوف ہے +

۵۔ صحیح بخاری کتاب الاکراہ باب اذا استکرھت المراۃ علی الزنا میں ہے +

حدثنا ابوالیمان اخبرنا شعیب حدثنا ابوالزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھاجر ابراھیم بسارۃ و

حدیث کی مجھ سے ابوالیمان نے کہ خبر دی مجھ کو شعیب نے کہ حدیث کی مجھ سے ابوالزناد نے اعرج سے اُس نے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی ابراہیم

دخل بها قریۃ فیہا ملک من الملوک
او جبار من الجبابرۃ فارسل الیہ ان
ارسل بہا فارسل بہا فقام الیہا
فقامت توضیٔ وتصلی فقالت
اللّٰھم ان کنت امنت بک و
برسولک فلا تسلط علی ید الکافر
فغط حتی رکض برجلہ +

نے ساتھ سارہ کے اور آئے شہر میں اس
میں تھا بادشاہ بادشاہوں سے یا ظالم
ظالموں سے پھر بھیجا اس نے ابراہیم
کے پاس کہ بھیجدے سارہ کو پھر بھیجا
سارہ کو اور کھڑے ہوئے ابراہیم سارہ
کے پاس پس کھڑے ہوکر سارہ نے
وضو کیا اور نماز پڑھی پھر کہا اے خدا اگر
ایمان لائی ہوں میں تجھ پر اور تیرے رسول
پر پس مت قابو دے مجھ پر کافر کو پس ڈالا گیا یہاں تک کہ پیر مارنے لگا +

یہ روایت مرفوع ہے الا اس میں ہاجرہ کے سارہ کو دیئے جانے کا ذکر نہیں ہے +

۲ - صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل ابراھیم الخلیل میں ہے

حدثنا ابو الطاھر قال انا عبد اللہ
ابن وھب قال اخبرنی جریر بن
حازم عن ایوب السجستیانی عن
محمد بن سیرین عن ابی ھریرۃ
ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
قال لم یکذب ابراھیم النبی قط
الا ثلثۃ کذبات .. فاعطاھا
ھاجرۃ فاقبلت تمشی فلما رآھا
ابراھیم علیہ السلام انصرف
فقال لھا مھیم قالت خیرا
کف اللہ ید الفاجر واخدم خادما
قال ابو ھریرۃ تلک امکم یا بنی ماء السماء -

حدیث کی ابو طاہر نے کہا خبر دی مجھ کو
عبد اللہ بن وہب نے کہا خبر دی مجھ کو جریر
بن حازم نے ایوب سجستانی سے اس
نے محمد بن سیرین سے اس نے ابو ہریرہ
سے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ نہیں جھوٹ بولا ابراہیم نبی نے مگر تین
جھوٹ .. پھر دی سارہ کو ہاجرہ پھر چلی
آئی سارہ جب دیکھا اُن کو ابراہیم نے
پھری پھر کہا کیا حال ہے کہا اچھا روکا
اللہ تعالیٰ نے ہاتھ فاجر کا اور خدمت کو
دی خادم کہا ابو ہریرہ نے یہ ہے تمہاری
ما اے عرب والو - +

(۳) - اب یہ امر تحقیق طلب ہے کہ یہ روایت مرفوع ہے یا موقوف ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ روایت صرف حضرت ابوہریرۃ تک موقوف ہے +

(۱) بخاری کی سب سندی روایتوں میں حضرت ہاجرہ کے سارہ کو دیئے جانے کی روایت ابوہریرۃ تک ہے۔

(۲) اس کے سوا ابن سعد کی روایت طبقات کبیر میں۔

(۳) اور حافظ ابونعیم کی روایت میں بھی وقف ہے۔

(۴) اور حمیدی صاحب جمع بین الصحیحین نے اسی پر جزم کیا ہے کہ صحیح یہی ہے کہ یہ روایت موقوف ہے۔

(۵) اور علامہ ابن حجر نے اسی کو صواب یعنی صحیح اور درست قرار دیا ہے۔

(۶) اور عبدالرزاق کی روایت میں معمر سے بھی وقف ہے۔

قسطلانی نے شرح بخاری میں یہ لکھا ہے (جلد ۵ صفحہ ۲۷۹)

ولم یصرح برفعہ فی روایۃ حماد بن زید الی رسول اللہ علی المعتمد الموفق لروایۃ النسفی وکریمۃ کما رواہ عبد الرزاق عن معمر	نہیں تصریح کی گئی اس کے مرفوع ہونے کی روایت حماد میں رسول اللہ تک اوپر معتمد کے جو موافق ہے روایت کریمہ اور نسفی کے جیسا کہ روایت کیا عبدالرزاق نے معمر سے +

(اور جلد ۸ صفحہ ۱۳)

کذا ورد موقوفا للکریمۃ والنسفی وکذا عند ابی نعیم وجزم بہ الحمیدی قال الحافظ ابن حجر واظنہ الصواب فی روایۃ حماد عن ایوب۔	ایسا ہی آیا ہے موقوف کریمہ اور نسفی کی روایت میں اور ایسا ہی نزدیک ابو نعیم کے اور اسی کا یقین کیا حمیدی نے کہا حافظ ابن حجر نے مجھ کو گمان غالب ہے کہ وقف ہی صواب ہے روایت حماد میں ایوب سے +

البتہ جریر بن حازم نے ایوب سے جو روایت کی ہے اُس نے مرفوع کر دیا ہے مگر بخاری نے حماد کی روایت کو ترجیح دی ہے اور جریر بن حازم کی روایت قبول یا نقل نہیں کی علامہ قسطلانی نے مقام مذکور پر لکھا ہے۔

وان ذلک هو السر فی عدم ایراد روایة ابن جریر معکونها نازلة +	اور یہی بھید ہے مثلاً نے روایت ابن جریر میں باوجود ہونے روایت حماد کے اتری ہوئی +

صحیح مسلم میں جو روایت مرفوع ہے اس کا راوی ایوب سے جریر بن حازم ہے اور وہی روایت ایوب سے حماد نے موقوف نقل کی ہے اور حماد جریر سے اثبت ہے یعنی زیادہ تر ثابت ہے چنانچہ علامہ قسطلانی نے (جلد ۸ صفحہ ۱۸۱) لکھا ہے۔

قال الدارقطنی حماد اثبت من جریر	کہا دارقطنی نے حماد ثابت زیادہ ہے جریر سے +

البتہ نسائی اور بزار اور ابن حبان نے ہشام بن حسان کی روایت میں اور ابی ذر اصیلی اور ابن عساکر نے اس کو مرفوع کر دیا ہے مگر یہ ثابت ہوا ہے کہ اہل تحقیق کے نزدیک یہ روایت موقوف ہے اور کسی روایت موقوف کا مرفوع کر دینا تو راویوں کا ایک معمولی محاورہ اور روزمرہ کی عادت ہے جب چاہا اور جس روایت کو چاہا (خواہ وہ کیسی ہی لغو ہو) قال قال رسول اللہ کہدیا چلو وہ مرفوع ہوگئی!! علامہ ابن جوزی نے کتاب موضوعات کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ طبقہ اول والے جو روایت آپسمیں کسی سے سنتے تھے تو شدت وثوق کے باعث سے اسکو جناب پیغمبر کی طرف منسوب اور مرفوع کر دیتے تھے +

کما قال کان السرب الاول صافیا فکان بعض الصحابة یسمع من بعض فیقول قال رسول الله من غیر ذکر من رواه له لانه	کہا ابن جوزی نے تھا قرن اول صاف پس تھے صحابہ آپسمیں سُنتے تھے ایک دوسرے سے پس کہتے تھے فرمایا رسول اللہ صلعم نے بے اسکے کہ ذکر کریں جس سے

لایشك فی صدق الراوی +

روایت کی اُن سے کیونکہ نہیں شک کرتے تھے وے صدق راوی میں +

پس اسی طرح اَور راویوں نے یا خود ابوہریرہ نے اس روایت کو ایک معمولی عادت کے طور پر مرفوع کر دیا ہوگا +

(۴) یہ امر بھی قابل گذارش ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کی یہ روایت وہی ایک طولانی روایت ہے جس میں حضرت ابراہیم کے تین جھوٹ بولنے کا ذکر ہے (دیکھیے بخاری کی کتاب الانبیا اور مسلم کی کتاب الفضائل) اور اس روایت پر اہل بصیرت نے بنظر شفاعت معنوی نظر کی ہے اور اسکو غیر صحیح اور باطل قرار دیا ہے چنانچہ امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے۔

واعلموا ان الحشویة روی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال ما کذب ابراهیم الا ثلث کذبات فقلت الاولی ان لا یقبل مثل هذه الاخبار فقال علی طریق الاستنکار ان لم تقبله لزمنا تکذیب الرواة فقلت له یا مسکین ان قبلناه لزمنا الحکم بتکذیب ابراهیم وان رددناه لزمنا الحکم بتکذیب الرواة ولا شك ان صون ابراهیم عن الکذب اولی من صون طائفة من المجاهیل عن الکذب ـ

جان کہ روایت کی گئی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کہا نہیں جھوٹ بولا ابراہیم نے مگر تین جھوٹ پس کہتا ہوں میں بہتر یہ ہے کہ نہ قبول کیا وے ایسی خبر پھر کہا بطریق انکار کے کہ اگر نہ قبول کریں ہم لازم آوے جھٹلانا راویوں کا پس کہتا ہوں میں اگر قبول کریں ہم لازم آوے جھوٹا ماننا ابراہیمؑ کا اور اگر رد کریں ہم لازم آوے حکم جھٹلانے راویوں کا اور نہیں شک کہ بچانا ابراہیم علیہ السلام کا جھوٹ سے بہتر ہے۔ بچانے ایک گروہ مجہول سے جھوٹ سے

اور کتاب اللباب فی علم الکتاب تصنیف عمرو بن عادل حنفی میں بھی یہی عبارت منقول ہے اور شیخ الاسلام امین الدین طبرسی نے تفسیر مجمع البیان میں

لکھا ہے +

وماروی فی ذلک من ان ابراھیم کذب ثلث قوله انی سقیم وقوله کبیرھم وقوله لسارہ لما راھا الجبار واخذھا وکانت زوجته ھذہ اختی مما لایعول علیه +

اور جو روایت کیاگیا ہے اس میں کہ ابراہیم علیہ السلام نے تین جھوٹ بولے کہنا اُن کا مَیں بیمار ہوں اور کہنا اُن کا کہ اُن کے بڑے نے اور کہنا اُن کا سارہ کو جب دیکھا اُن کو ظالم نے اور لیا اُن کو اور تھی بیوی ابراہیم کی یہ ہے میری بہن ایسی پر اعتبار نہ کرنا چاہیئے +

علامہ قسطلانی صاحب ارشاد الساری نے امام رازی کے قول مذکور کو نقل کرکے لکھا ہے +

فلیس بشئ واذالحدیث صحیح ثابت (جلد ۵ صفحہ ۲۷) قول رازی کا کچھ نہیں ہے کہ حدیث صحیح اور ثابت ہے مگر اس حدیث کا صحیح ہونا اگر اصطلاح کے طور پر ہے اور غالباً یہی مراد بھی ہے تو اُسکی اصطلاحی صحت اُسکو حق اور سچا نہیں ٹھہرا سکتی مگر اوسکو ثابت قرار دینا غیر ثابت ہے اس لئے کہ کسی حدیث کے صحیح ہونے سے اس کا حق و ثابت ہونا لازم نہیں آتا علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی صاحب انسان العیون فی سیرۃ ابن مامون نے لکھا ہے۔

لایلزم من صحة الاسناد صحة المتن فقد یکون فیه مع صحة اسنادہ ما یمنع صحته فھو ضعیف

نہیں لازم آتا صحت سند سے صحت اصل حدیث کی کہ کبھی ہوتی ہے حدیث میں باوصف صحت سند کے جو منع کرے اُسکی صحت کو پس وہ حدیث ضعیف ہے

اور خود قسطلانی نے ارشاد الساری شرح صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ما جاء فی وصف سبع ارضین (جلد ۵ صفحہ ۲۰۲) میں بعد نقل قول بیہقی کے (اسنادہ صحیح لکنه شاذ بالمعنی) لکھا ہے +

فقیه انه لا یلزم من صحة الاسناد صحة المتن کما هو معروف عند اهل هذا الشان فقد یصح الاسناد ویکون فی المتن شذوذ او علة یقدح فی صحته ❖

پس اس میں یہ ہے کہ نہیں لازم آتا صحت اسناد سے صحت متن کی جیسا کہ مشہور ہے اس فن والوں میں کہ کبھی صحیح ہوتی ہے سند اور ہوتا ہے متن میں شذوذ اور سبب جو نقص ڈالتا ہے اُس کی صحت میں ❖

اور علامہ ابن جوزی نے رسالہ موضوعات میں لکھا ہے ❖

وقد یکون الاسناد کلها ثقات ویکون الحدیث موضوعا او مقلوبا۔

کبھی ہوتے ہیں راوی سب ثقہ اور معتمد اور ہوتی ہے حدیث موضوع یا مقلوب ❖

(۵) اگر ہم قبول کرلیں کہ یہ روایت اصل میں مرفوع ہی تھی اور اس کو موقوف روایت کرنیکا الزام محمد بن سیرین ہی پر لگایا جاوے کہ وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اکثر روایتوں کو تخفیفاً وقف ہی روایت کیا کرتے تھے (قسطلانی جلد ۵ صفحہ ۱۴) تاہم کچھ فایدہ نہ ہوگا کیونکہ یہ روایت مرسل قرار پاوے گی کیونکہ ابوہریرہ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا سنا ہے اور حدیث مرسل اس وجہ سے کہ اُس کا راوی مجہول الاسم والحال ہے ضعیف ہوتی ہے (کما فی تدریب الراوی شرح تقریب النواوی للسیوطی) خصوصاً حضرت ابوہریرہ کا ارسال کہ وہ جو کچھ پاتے تھے روایت کر دیتے تھے محمود بن سلیمان کفوی نے کتاب اعلام الاخیار میں نقلاً عن الصدر الشہید[۵] لکھا ہے ❖

۵ھ هو الامام برهان الائمة عمر بن عبد العزیز بن مازة المعروف بالحسام الشهید المتوفی قتیلا سنه ۵۳۶ صاحب شرح اداب القاضی علی مذهب ابی حنیفه کذا فی کشف الظنون لحاجی خلیفه القسطنطینی۔ ۱۲

واما ابو هریرہ کان یروی کلما ابلغہ وسمعہ من غیر تامل فی المعنی	ابو ہریرہ بھی روایت کرتے تھے جو انکو پہونچتا تھا اور جو سنتے تھے بے اسکے کہ تامل کریں معنوں میں +

(۶) یہاں تک تو اس حدیث کے مرفوع یا موقوف ہونے میں بحث تھی اب ہم اسکی دلالت کو دیکھتے ہیں کہ اس سے اس مشہور قول کی کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا لونڈی تھیں تائید ہوتی ہے یا نہیں +

بخاری کی تینوں روایتوں کے الفاظ (کتاب البیع - انبیا - النکاح) اور نیز مسلم (فضائل) کی روایت میں بھی کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے ہاجرہ کے سریہ یا ملک یمین ہونے کا ادنٰے شائبہ بھی پایا جاوے کتاب البیع کی روایت (اخدم ولیدۃ) ہے اور ولیدہ اُس لڑکی کو کہتے ہیں جو خدمت کرے اور خادمہ اور لونڈی میں فرق ہے - اور کتاب الانبیاء میں (واخدم ھاجرۃ) ہے یہاں بھی ہاجرہ کا خدمت میں دیا جانا اسکی غلامی ثابت نہیں کرتا بلکہ خادم عام ہے چاہے آزاد ہو یا غلام - ایسا ہی حال کتاب النکاح والی روایت کا ہے (واخدمنی ھاجرۃ) کا خدمت سارہ میں دیا جانا غلامی نہیں ثابت کرتا اور ایسا ہی مسلم کی روایت میں (واخدمنی خادما) کسی طرح پر غلامی ثابت نہیں کرتا - پس ان الفاظ سے حضرت ہاجرہ کو لونڈی یا باندی سمجھنا محض ایک بے اصل بدگمانی ہے +

یہ بھی خیال ہے کہ یہ وہ اصل الفاظ نہیں ہیں جو حضرت سارہ نے فرمائے تھے کیونکہ ان کی زبان عربی نہ تھی اور یہ کہ روایتوں میں نقل بالمعنی اکثر ہوتی ہے - +

(۷) جامعین حدیث نے اس روایت کو اپنے سبق ظن کی وجہ سے ابواب بیع وہبہ اور استخدام سراری میں درج کیا ہے اور یہ کسی طرح پر حجت نہیں ہو سکتا کیونکہ الفاظ روایت میں تو اس قسم کی کچھ بھی دلالت نہیں ہے پس جامعین نے تبویب احادیث میں ترجمہ اور عنوان باب کی بھرتی کے لیئے یہ روایت ابواب مذکور میں داخل کی گو اسمیں کوئی وجہ ایسے ابواب میں جگہ پانے کی نہ تھی - پس جامعین نے یہود میں شہرت کی وجہ

سے خود دعویٰ کا کھایا اور خلاف مناسبت باب ان روایتوں کے ترتیب دینے سے اوروں کو بھی مغالطہ میں ڈالا +

بخاری نے کتاب البیوع میں اس روایت کو باب شراء المملوک من الحربی وہبتہ وبیعہ میں درج کیا ہے حالانکہ اس روایت میں ہاجرہ کا مملوک ہونا کسی طرح سے ثابت نہیں ہو سکتا اور ہاجرہ کو بادشاہ مصر کی مملوک سمجھنا محض ایک اپنے ذہن سے بنائی ہوئی بات ہے اور کتاب النکاح باب اتخاذ سراری میں اس روایت کو نقل کرنا بالکل نامناسب ہے کیونکہ اس روایت کو ایسے مضمون سے کمال اجنبیت اور قطعاً مغایرت ہے اور بخاری کی جمع و ترتیب میں ایسی بے عنوانیوں کا وقوع اکثر ہے چنانچہ شیخ الاسلام محی الدین نووی نے مقدمہ شرح صحیح مسلم فصل ۶ میں لکھا ہے ۔۔

بخلاف البخاری فانہ یذکر تلک الوجوہ المختلفة فی ابواب متفرقة متباعدة وکثیر منها یذکرہ فی غیر باب الذی یسبق الیه الفهم انه اولی به ۔	بخاری ذکر کرتا ہے وجوہ مختلف کو ابواب متفرق اور بعید میں اور بہت حدیثیں ذکر کرتا ہے بخاری دوسرے باب میں سوا اس باب کے جس میں فہم کے موافق اس کا ذکر کرنا بہتر ہے +

چونکہ اس باب کے عنوان سے اس روایت کی عدم مطابقت اور نامناسبت خوب ظاہر اور واضح ہے تو اس قباحت اور شناعت کے دفع کرنے کو یہ مضمون بنا لیا گیا ہے کہ حضرت ہاجرہ مملوک تھیں اور حضرت ابراہیم کی سریہ تھیں یہ خیال فاسد صرف اس بے عنوانی کی توجیہ کے لئے بنایا گیا ہے چنانچہ قسطلانی نے لکھا ہے ۔

ومطابقة الحدیث للترجمة کما قال ابن منیر من حیث ان هاجرة کانت مملوکة ۔	مطابقت حدیث کو عنوان باب سے جیسا کہ کہا ابن منیر نے اس وجہ سے ہے کہ ہاجرہ تھی مملوکہ +

مگر جب تک خارج سے یہ امر ثابت و متحقق نہ ہووے کہ ہاجرہ مملوکہ اور سریہ تھیں تب تک نہ ابن منیر کا قول صحیح ہو سکتا ہے اور نہ بخاری کا ترجمہ مناسب ۔ ابن منیر کے

اس قول کو جو اُس نے بخاری کی اس روایت کے عنوان باب سے مطابق کرنے کے لئے اختراع کیا ہے علامہ ابن حجر عسقلانی نے غیر صحیح قرار دیا ہے۔ چنانچہ فتح الباری میں لکھا ہے۔

ان اراد ان ذلک صریح فی الصحیح فلیس بصحیح۔	اگر ابن منیر نے یہ ارادہ کیا کہ مملوک ہونا صحیح حدیث میں ہے پس یہ صحیح نہیں ہے۔

(۸) مولوی حاجی علی بخش خاں صاحب (گورکھپور) بااین ہمہ اظہار تبحر و تبحر وغیرہ تتبع و تلاش حضرت ہاجرہ کے سریہ و مملوکہ ثابت کرنے کے سودائے خام میں جبکہ انھیں اور کچھ متمسک اور دلیل نہ ملی تو افترا و بہتان و توطیہ و طوفان پر مستعد ہوئے چنانچہ ابن منیر کے اس قول باطل کو (جس کی توجیہہ علامہ قسطلانی نے ابھی غیر صحیح قرار دی ہے) علامہ قسطلانی کی طرف منسوب کرکے تائید الاسلام کے صفحہ ۸۶ میں فرماتے ہیں قسطلانی نے شرح بخاری میں ذیل حدیث بینما ابراھیم مرّ بجبار و معہ سارۃ الحدیث میں لکھا ہے ان ھاجرۃ کانت مملوکۃ وقد صح ان ابراھیم اولدھا بعد ان ملکھا فھو سریۃ انتھی۔"

حالانکہ یہ قول ابن منیر کا ہے جو قسطلانی نے مطابقۃ الحدیث للترجمہ کی توجیہہ میں نقل کیا ہے اور پھر اسے رد بھی کیا ہے۔ چنانچہ لفظ انتھی کے بعد لکھا ہے۔

وقد تعقبہ فی الفتح فقال ان اراد ذلک صریحا فی الصحیح فلیس بصحیح۔	اور اس کے پیچھے کہا ہے فتح الباری میں اگر ارادہ کیا ابن منیر نے کہ یہ مملوک ہونا صحیح حدیث میں ہو پس یہ صحیح نہیں ہے۔

مگر مولوی علی بخش خاں صاحب کی بیجا عصبیت اور ناحق کوشی نے ان کو اس مغالطہ دہی پر مائل کیا کہ اول تو ابن منیر کے قول کو قسطلانی کی طرف منسوب کیا اور دوسرے قسطلانی نے جو اس پر فتح الباری سے اعتراض نقل کیا تھا اس کا کچھ تدارک نہ کیا۔

ابھی جناب مولوی علی بخش خاں صاحب کی علمی قابلیت اور عربیت کی داد دینی باقی ہے کیونکہ جناب مولوی صاحب موصوف نے اس عربی عبارت کا ترجمہ حاشیہ پر اس طرح کیا ہے "یعنی بلاشبہ ہاجرہ لونڈی تھیں اور یہ بات صحیح ہے کہ ابراہیم جب اُس کے مالک ہوئے تب وہ پیدا ہوئیں تو لونڈی ہیں ہا ہا" اب یہ وہ مقام ہے کہ انسان ہنسی کے مارے لوٹ جاوے اور ان کے اس ترجمہ پر عش عش کرے کہاں وہ عبارت کہ ان ابراهیم ولد ھا بعد ان ملکھا۔ یعنی ابراہیم کے بچہ پیدا ہوا ہاجرہ سے جب وے مالک ہو چکے تھے اس کے۔ اور کہاں یہ ترجمہ کہ حضرت ابراہیم جب اس کے مالک ہوئے تب وہ پیدا ہوئیں۔ سبحان اللہ مترجم صاحب کو علاوہ کشف و کرامات کے تاریخ دانی میں بھی دخل ہے +

(۹) حضرت ہاجرہ کی سرگزشت کتب تواریخ سے اس قدر معلوم ہوتی ہے کہ وہ بادشاہ مصر کی بیٹی تھیں اس نے ان کو حضرت سارہ کی خدمت میں دیا تھا اور پھر ایک زمانہ بعد حضرت ابراہیم نے بمشورہ حضرت سارہ کے ہاجرہ سے نکاح کیا جب اُن سے اسمعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو سارہ و ہاجرہ کی آپس کی رنجش کے باعث سے حضرت ابراہیم نے ہاجرہ کو ارض فاران میں جو ملک حجاز ہے مقیم کیا +

کتاب برشلیث ربّاہ (۱۵) میں جو یہود کی مذہبی کتاب ہے لکھا ہے کہ ہاجرہ بادشاہ مصر کی بیٹی تھی علامہ قسطلانی نے شرح بخاری (جلد ۵ صفحہ ۲۰۸) میں لکھا ہے +

وکان ابو ہاجرہ من ملوک القبط من حفن (بفتح الحاء المھملۃ وسکون القاف) قریۃ بمصر۔	تھا باپ ہاجرہ کا بادشاہان قبط سے حفن میں جو قریہ ہے مصر میں +

اور پھر (جلد ۵ صفحہ ۲۷۹ میں) لکھا ہے :-

وکان ابو ھاجرہ من ملوک القبط :	تھا باپ ہاجرہ کا ملوک قبط سے۔

ایسا ہی تاریخ طبری اور تاریخ خمیس سے معلوم ہوتا ہے +

مگران مورخوں نے اسی سبق ظن یعنی مملوکیت اور رقیت کے خیال پر یہ لکھا ہے
کہ ہاجرہ قبیل ذالک الملک یا قبیل الرق بادشاہ قبط کی بیٹی تھیں۔ مگر اس تقریر
کی رکاکت قابل لحاظ ہے۔ اس کے کیا معنی کہ اس سے پہلے وہ بادشاہ مصر کی بیٹی
تھیں، کیا مملوکیت سے ان کا بادشاہ کی بیٹی ہونا باطل ہوگیا تھا!!! توریت کے صفحہ
اول باب ۱۶ ورس ۳ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ہاجرہ حضرت ابراہیم کی بیوی
تھیں اور وہی لفظ ہاجرہ کی نسبت لکھا ہے جو سارہ کی نسبت ہے یعنی ۃ ان ۃ ۲۶ ایشا
جورو پس وہ جو ہمارے یہاں کی بعض رواۃ و مورخین نے ہاجرہ کو حضرت ابراہیم
کی سریہ لکھا ہے وہ ان سے تساہل و تسامح ہوا ہے انہوں نے اپنے ملک کی رسم و
عادات پر قیاس کر لیا ہے ایسی ہی سند ابی ابیلی کی وہ روایت فاستوھبہا ابراہیم
من سارۃ فوھبہا اللہ الخ خلاف نص توراۃ کے ہے کیونکہ اسی باب ۱۶ امیں
صاف لکھا ہے کہ خود سارہ نے ابراہیم سے درخواست کی تھی کہ وہ ہاجرہ کو بیلیں
اور خود سارہ نے ہاجرہ کو ابراہیم کی زوجیت میں دیا۔

(۱۷) اس بحث کے آخر میں بعض روایات مذہب امامیہ کا ذکر بھی ہونا ضرور ہے
علامہ مجلسی کے بحار الانوار کی پانچویں جلد کتاب النبوۃ ورق ۹۵ نسخہ
قلمی ۱۰۰۰ امیں کافی کی روایت نقل کی ہے۔

کافی علی عن ابیہ وعدۃ من اصحابنا
عن سہل جمیعا عن ابن محبوب
عن ابراھیم ابن ابی زیاد الکرخی
قال سمعت ابا عبد اللہ ....
قال لہ احب ان تاذن لی ان خدمہا
قبطیۃ عندی جمیلۃ عاقلۃ تکون
لہا خادما قال فاذن لہا ابراھیم
فدعی بہا ووھبہا السارۃ وھی ھاجرۃ

روایت کی علی نے اپنے باپ سے اور
چند ایک نے ہمارے اصحاب سے
سہل سے ان سب نے محبوب سے
اس نے ابراہیم سے اس نے ابن
ابی زیاد کرخی سے کہا سنا میں نے ابو عبد اللہ سے
کہا دوست رکھتا ہوں میں یہ کہ اذن
دے تو مجھکو کہ خدمت کو دوں قبطیہ جو
میرے پاس ہے خوبصورت دانا ہو تم کی

ام اسمعیل .. .. .. ثم ان ابراهیم اما ابطاء علیه الولد قال لسارة لو شئت لبعتنی هاجرة لعل الله ان یرزقنا منها ولدا فیکون لنا خلفا فابتاع ابراهیم هاجرة من سارة الخ

خدمت کرنیوالی کہا پس اذن دیا ابراہیم نے پس بلایا قبطیہ کو اور دیا اسکو سارہ کو اور یہ ہے ہاجرہ ماں اسمعیل کی . . . . . پھر جب مدت تک نہ ہوئی ابراہیم کے کچھ اولاد کہا سارہ کو اگر چاہے تو بیچدے تو مجھکو ہاجرہ شاید اللہ دے مجھکو اس سے بچہ پس ہو ہمارے لئے پیچھے رہنے والا پس مول لیا ابراہیم نے ہاجرہ کو سارہ سے۔

اس آخری فقرہ کا مضمون یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے ہاجرہ کو سارہ سے خرید لیا۔

اا۔ یہ روایت کئی وجہ سے غیر مسلم ہے۔

(۱) یہ خبر واحد اور غیر قطعی الصدور ہے پس اس سے ہاجرہ کے سریّہ ہونے کا علم حاصل نہیں ہو سکتا۔

(۲) اس کے راویوں میں ایک راوی سہل بن زیاد ہے اور یہ شخص ضعیف متہم اور غیر معتمد ہے یا لا اقل یہ کہ ضعیف فی الحدیث ہے فہرس طوسی میں ہے۔

سہل بن زیاد الآدمی الرازی یکنی اباسعید ضعیف (کان ضعیفا فی الحدیث غیر معتمد فیہ وکان احمد بن محمد عیسٰی یشھد علیہ بالغلو والکذب واخرجہ من القم الی الری) ص ۱۲۴

سہل بن زیاد آدمی رے کا رہنے والا جس کی کنیت ہے ابوسعید ضعیف ہے (تھا ضعیف حدیث میں نہیں اعتماد کیا جاتا تھا اسپر اور تھا احمد بن محمد عیسٰے گواہی دیتا تھا اسپر غلو اور جھوٹ کی اور نکالا تھا اس کو قم سے طرف رے کے)

الیشیاٹک سوسایٹی کلکتہ۔

اور غضائری نے اسکو ضعیف اور فاسد الروایت لکھا ہے۔ رجال شیخ ابوعلی موسوم بہ توضیح المقال فی علم الرجال میں ہے۔

قال غضایری انه کان ضعیفا جدا فاسد الروایة والمذهب وکان احمد بن محمد بن عیسی الاشعری اخرجه عن قم واظهر البرائة عنه ونهی الناس عن السماع عنه والروایة عنه ویروی المراسیل ویعتمد المجاہیل

کہا غضایری نے وہ تھا ضعیف بہت فاسد الروایت اور مذہب اور تھا احمد بن محمد عیسے اشعری نے نکالا اسکو قم سے اور ظاہر کی بے زاری اس سے اور منع کیا آدمیوں کو اُس سے سُننے سے اور اُس سے روایت کرنے سے اور روایت کرتا ہے مرسل کو اور اعتماد کرتا ہے مجہول پر۔

اور کتاب المشترکات میں ہے ابن زیاد المختلف فی توثیقہ۔

(۳) اور دوسرا راوی ابن محبوب یعنی حسن بن محبوب السواد گو ثقہ ہے مگر متہم تھا توضیح المقال میں ہے اصحابنا یتھمون ابن محبوب فی روایتہ عن ابن ابی ھمزہ اور احمد بن محمد بن عیسیٰ کے حال میں لکھا ہے۔

فی کشی قال نصیر بن صباح احمد بن محمد بن عیسیٰ لایروی عن ابن محبوب من اجل ان اصحابنا یتھمون ابن محبوب فی روایتہ عن ابی ھمزہ ثم مات احمد بن محمد فرجع قبل ما مات۔

کہا نصیر بن صباح نے احمد بن محمد بن عیسے نہیں روایت کرتا ہے ابن محبوب سے اس سبب سے کہ اصحاب ہمارے متہم کرتے ہیں ابن محبوب کو روایت میں ابن ہمزہ سے پھر مر گیا احمد بن محمد پس رجوع کیا پہلے مرنے سے۔

(۴) ایک اور راوی ابراہیم بن ہاشم ابو اسحاق القمی اسکی عدالت پر تنصیص نہیں ہوئی گو اس کے شاگرد علی بن ابراہیم اور ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی نے عموماً اس کی روایتوں پر اعتماد کیا ہے شیخ ابو علی نے توضیح المقال میں لکھا ہے۔

ابراهیم بن هاشم ابو اسحاق القمی اصله الکوفی انتقل الی قم وهو تلمیذ یونس بن عبد الرحمٰن ولم اقف لاحد من اصحابنا علی قول فی القدح فیه ولا علی تعدیله بالتنصیص والروایات عنه کثیرة والارجح قبول قوله۔

وہ شاگرد ہے یونس بن عبد الرحمٰن کا نہیں واقف ہوں میں اپنے اصحاب میں سے کسی کے قول پر بیچ قدح ابراہیم کے اور نہ اُس کی تعدیل میں ساتھ تصریح کے اور روایات اُس سے بہت ہیں اور راجح یہ ہے کہ اُس کا قول مقبول ہے۔

(۵) یہ روایت خلاف تصریح صفحہ اول توریت کے ہے چنانچہ علامہ مجلسی نے سید بن طاؤس کی کتاب سعد السعود سے توریت مترجم کی عبارت اس قصہ کے متعلق اس طرح نقل کی ہے۔

ان سارة امراة ابراهیم لم تکن تولد لها ولد وکانت لها امة اسمها هاجرة فقالت سارة لابراهیم ان الله قد حرمنی الولد فادخل علی امتی وابن بها لعلی اتعزی بولد منها فسمع ابراهیم بقول سارة واطاعها فانطلقت سارة امراة ابراهیم بها جرامتها وذلك بعد ما سکن ابراهیم ارض کنعان عشر سنین فادخلتها علی ابراهیم تزوجها۔ (بحار الانوار جلد ۵)

سارہ بیوی ابراہیم کے نہیں ہوتی تھی اُس کے اولاد اور تھی اُس کی لونڈی جس کا نام تھا ہاجرہ پس کہا سارہ نے ابراہیم سے کہ اللہ نے محروم کیا مجھکو بچہ سے پس آ تو میری لونڈی پر اور زفاف کر اُس سے شاید میں تسبت تسکین پاؤں اس ساتھ بیٹے کے پس سُنا ابراہیم نے قول سارہ کو اور مانا اُس کا کہنا پس لائی سارہ بیوی ابراہیم علیہ السلام کی ہاجرہ اپنی باندی کو اور یہ جبکہ ٹھہرے تھے ابراہیم زمین کنعان میں دس برس پس داخل کیا ہاجرہ کو ابراہیم اپنے زوج کے پاس۔
اس میں کہیں خرید و فروخت کا ذکر نہیں ہے۔

۱۲ - یہ امر بھی ضرور قابل بیان ہے کہ جس قدر عبارت ترجمہ توریت سے سید ابن طاؤس سے نقل ہوئی ہے اسکی اصل میں حضرت ہاجرہ کی نسبت لفظ (שפחה شفحہ) آیا ہے اور یہ عبارت توریت عبری کے صحیفہ برشیث پراشہ ۱۶ میں واقع ہے (پسوق ۱-۳) اور گزینیس کے عبرانی لغت میں شفحہ کے معنی لکھے ہیں کہ جو شخص خاندان میں ملا ہوا ہو اور اسی جہت سے خادمہ کو بھی شفحہ کہتے ہیں مگر اس کے معنے لونڈی کے نہیں ہیں۔ توراۃ کے عربی مترجموں نے یہ غلطی کی ہے کہ اسکو بلفظ امۃ ترجمہ کرتے ہیں +

۱۳ - مولوی محمد علی صاحب پھلواری کو اس امر پر اصرار ہے کہ حضرت ہاجرہ لونڈی تھیں۔ چنانچہ پرچہ نور الآفاق مطبوعہ، نومبر ۱۸۷۴ء صفحہ ۱۸۱ میں فرماتے ہیں "توریت موجودہ میں کسی جگہ ہاجرہ کو بلفظ جاریہ سارہ کے لکھا ہے اور اک جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ بخشید سارہ نے ہاجرہ اپنی جاریہ کو ابراہیم کو۔ انتہی" مگر یہ استدلال ان کا بالکل غلط فہمی اور نادانی پر مبنی ہے۔ لفظ جاریہ کسی طرح مملوکہ یا سریہ کے معنوں میں نہیں ہے +

فاضل محمد طاہر نے مجمع بحار الانوار میں بذیل لغت جری لکھا ہے ط الجاریۃ من النساء من لم یبلغ الحلم یعنی جاریہ وہ لڑکی ہے جو جوان نہوئی ہو۔ اور قاموس میں ہے (باب الیاء) الجاریۃ الشمس والسفینۃ والنعمۃ من اللہ وفتیۃ النساء یعنی جاریہ آفتاب اور کشتی اور نعمت خدا اور لڑکی ہے۔ اور شیخ الاسلام محی الدین نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے (جلد ۲ صفحہ ۲۳۸) واما استعمال الجاریۃ فی الحرۃ لصغیرۃ فمشہور معروف فی الجاھلیۃ والاسلام۔ یعنی برتنا جاریہ کا آزاد چھوٹی لڑکی میں پس مشہور ہے جاہلیت میں اور اسلام میں۔ +

اور بخشید یا اصل توراۃ میں نہیں ہے بلکہ پورا فقرہ یہ ہے۔

ותתן אתה לאברם אישה לו לאשה

یعنی اسکی بیوی نے اسے ابراہیم کو دیا کہ اُس کی بیوی ہووے۔

اس میں تزویج کی تصریح ہے مگر مولوی محمد علی صاحب لفی شك منه مریب ہیں چنانچہ لکھتے ہیں ابراہیم نے بطور تسری اُن کو اپنے فراش میں رکھا یا آزاد کر کے نکاح کیا۔ (ایضاً ص ۱۸۲) مگر تسری کا گمان محض ایک سوء ظن ہے اور آزاد کر کے نکاح کرنے کا گمان محض بناء فاسد بر فاسد ہے +

۱۴۔ خلاصہ یہ کہ کوئی حدیث صحیح و ثابت ایسی نہیں ہے جس میں ہاجرہ کو لونڈی کہا ہو۔ جہلاء متعصّبین یہود نے جو مشہور کر دیا تھا مسلمانوں نے اُسکو بلا تحقیق قبول کر رکھا ہے اور اسی گمان سے بعض روائتوں کو بھی خلاف محل حمل کیا ہے پس یہی حقیقت ہے جو ہم نے لکھی والحق احق بالاتباع +

البرامکہ	۴۴۰	منشی محمد عبد الرزاق	عہ ۸/
صلۂ رحم	۳۲	مولانا عبد الحی	۲/
اسلامی حکومت کا ہندوستان میں تمدنی اثر	۲۸	مولانا شبلی نعمانی	۲/
غذائے انسانی	۳۶	مولانا عبد الماجد	۳/
اشاعت اسلام	۳۵۸	ماسٹر شیر علی خاں بی۔ اے	۱۸/
سیاحت ہند	۸۴۴	حافظ عبد الرحمن سیاح مرحوم	عہ ۸/
حیات صالح	۸۲	محمد سعید احمد مارہروی	۴/
کانشنس	۹۶	سرسید مرحوم	۱/
تاریخ عرب قدیم	۱۰۸	عبد اللہ العمادی	۸/
مہدی آخر الزمان	۳۸	سرسید مرحوم	۲/
فطرت و قانون فطرت	۶۰	نواب محسن الملک	۳/
سلیمان علیہ السلام	۶۴	مولوی چراغ علی مرحوم	۴/
جہانگیر	۳۶	مولانا شبلی	۲/
اسلام	۳۰	نواب محسن الملک	۲/
حقیقۃ السحر	۴۴	سرسید و مولوی چراغ علی	۲/
خطبات احمدیہ	۷۹۰	سرسید	عہ ۸/
شکوۂ ہند	۲۴	حالی	۱/
منہاج القواعد	۱۴۲	مولوی فتح محمد خاں	۸/
غم حسین	۹۰	مولانا عبد اللہ عمادی	۲/

جسمانی تعلیم	۵۲	خواجہ لطیف احمد بی۔اے	۴ر
یوروپ و قرآن	۴۰	مولوی چراغ علی مرحوم	۳ر
عربوں کا فن تعمیر	۱۱۲	سید علی بلگرامی	۴ر
روح کی بیداری	۸۴	مولوی فدا علیخاں ایم۔اے	۴ر
بیوہ کی مناجات	۲۶	حالی	۲ر
اساس الاخلاق	۴۴	خان بہادر مرزا سلطان احمد خاں	ع
کتاب الزکاۃ	۹۴	عبد اللہ العمادی	۳ر
تاریخ التاریخ	۷۴	مولانا محمد مرتضیٰ	۳ر
ماحضر	۹۰	مولانا محمود علی	۳ر
مسلمانوں کی پولیٹکل پالیسی	۵۰	سرسید	۲ر
دمشق	۳۱۰	خواجہ محمد عباد اللہ اختر بی اے	ع
حضرت زید	۷۰	"	۴ر
حیدر علی سلطان	۴۰۸	مولوی سید امجد علی اشہری مرحوم	۱۲ر
ٹیپو سلطان	۲۳۶	"	۸ر
رسائل شبلی	۱۹۴	مولانا شبلی نعمانی	۱۲ر
حضرت ہاجرہ	۳۲	مولانا عنایت رسول و مولوی چراغ علی مرحوم	۲ر

المشتہر

منیجر بک ڈپو وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر